ہمیشہ غریب سے امیر کی طرف ہوتا ہے۔اس لحاظ سے بھی سود اسلام کے پورے معاشی نظام کی عین ضد ہے۔
ارسطو کہتا ہے کہ:

"پیسے کا بنیادی مقصد تبادلہ اشیاء ہے نہ کہ سود کے ذریعے بڑھانا۔اس لئے دولت حاصل کرنے کے تمام حربوں میں سے یہ بدترین ہے۔"

ہماری فوجی حکومت بھی اس وقت بدحال معاشی صورت حال کو کنٹرول کرنے میں مصروف ہے۔اسی دوران سپریم کورٹ کا واضح اور دوٹوک فیصلہ حکومت کو اپنا لائحہ عمل مرتب کرنے میں بہت سی آسانیاں پیدا کر سکتا ہے اور فوجی حکومت جو پارلیمنٹ کی طرف سے آنے والی رکاوٹوں سے بھی آزاد ہے بآسانی اس فیصلے پر عمل کروا سکتی ہے۔

شریعت بنچ نے یہ کہہ کر کہ "دنیا کے دو سو اداروں میں سودی نظام کے متبادل نظام کی موجودگی میں سودی کاروبار کا کوئی جواز نہیں۔" حکومت کی فرار کی راہیں بند کر دی ہیں اور مزید "دنیا میں بنکاری کرنے والے 9 مالیاتی ادارے نہایت کامیابی سے سرمایہ کاری کر رہے ہیں اور سود کی لعنت سے چھٹکارا حاصل کر چکے ہیں۔

یہودی لابی کے عاصمہ جہانگیر جیسے ایجنٹ اور پیشہ ور اہل قلم جنہوں نے اس تاریخ ساز فیصلے پر عوام و حکومت میں تاریک مستقبل کی خبر رواں کی ہے ایسے نام نہاد مسلمانوں اور پیشہ ور اہل قلم پر جتنا بھی ماتم کیا جائے کم ہے۔وہ لکھتے ہیں "ہمارا سارا نظام سود کی بنیادوں پر ہی قائم ہے اور ہمارا معاشی ڈھانچہ عالمی مالیاتی اداروں کے قرض کی بیساکھیوں کے سہارے چل رہا ہے۔اگر یہ ادارے ہمیں قرض دینا بند کر دیں یا ہم بغیر سود کے قرض حاصل کرنے کے خواہش مند ہوں' جو ناممکن ہے' تو ہماری رہی سہی معیشت کا تاج محل بھی زمین بوس ہو جائے گا اور ہمارے ہاں بھی صومالیہ اور راونڈا جیسی کیفیت پیدا ہو جائے گی۔"

افسوس ان صاحب فکر و دانش پر جو ورلڈ بنک' آئی ایم ایف اور عالمی مالیاتی اداروں کو رازق سمجھ بیٹھے ہیں اور اس رزاق کو بھول چکے ہیں جو ساری مشکلات کو دور کرتا اور اس کی راہ پر چلنے والے کے لئے آسانیاں پیدا کرتا ہے۔اس کی رحمت بڑی وسیع ہے اور اس سے ناامیدی کفر ہے۔اگر وہ چاہے اور ہم اس کے سامنے سجدہ ریز ہو کر مانگیں' تو کچھ بعید نہیں کہ ان پریشان کن معاشی ایام میں وہ رازق آسمان سے رحمتوں کی بارش برسا دے اور زمین اپنے خزانے اگل دے۔

اسلام دین فطرت ہے۔وہ حضرات جو اس فیصلے کے نفاذ کو ناممکن سمجھتے ہیں انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ ہر دور میں اسلامی احکامات پر عملدر آمد ممکن ہے۔مگر اس کو ممکن بنانے کے لئے ضروری ہے کہ جرات' تدبر اور حکمت سے کام کیا جائے اور یہودیوں کے اس نظام کو اسلامی' فلاحی ریاست سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دفن کر دیا جائے تاکہ رحمت الٰہی کا نزول ہو۔

بقول اقبال ؎

این بنوک ایں فکر چالاک یہود نور حق از سینہ آدم ربود
تاتہ و بالا نہ گردد ایں نظام دانش و تہذیب و دیں سودائے خام

یہ بینک جو عیار یہودیوں کی سوچ و فکر کا نتیجہ ہیں انسان کے سینے سے اللہ کا نور نکال لیتے ہیں۔جب تک یہ سودی نظام تہ و بالا نہ ہو جائے' دانش' تہذیب اور دین کی باتیں بے سود ہیں۔

21 ویں صدی اور غافل مسلمان

21 ویں صدی کی آمد آمد ہے۔ریڈیو' ٹیلی ویژن' اخبارات اور سیاست دان **20** ویں صدی کو الوداع کہنے اور **21** ویں صدی کو **Wellcome** کرنے کے لئے پورے جوش و خروش سے اس کی استقبالی تیاریوں میں مصروف ہیں کہ ایک باوقار طریقہ سے آنے والی صدی میں قدم رکھا جا سکے۔ہر ملک اس سوچ میں مگن اور بھرپور طریقے سے کوشش کئے ہوئے ہے کہ کیسے ماضی کی تلخ حقیقتوں کا ازالہ کیا جا سکے اور مستقبل میں ایک مستحکم اور خود مختار ریاست کی حیثیت سے شب و روز بسر کئے جا سکیں۔کیونکہ صدی آتی اور گزر جاتی ہے' مگر اس میں گزرے ہوئے لمحات اور مورخ کی نوک قلم پہ آئے ہوئے الفاظ

صدیوں آنے والے افراد کی نگاہوں کا مرکز بنے رہتے ہیں۔

اس ہزارئے کی افتتاحی تقریبات میں رقص و سرور کی محفلیں سجیں گی۔ بے حیائی سے لبریز ایکٹنگ ہو گی۔ نیم برہنہ ڈانس اور سابقہ روایات کے مطابق جس ہاتھ میں جو آئے گا' کے اصول پر عمل ہوگا' بے غیرتی کا جنازہ نکلے گا' کنجر اور کنجریوں کے گرد ایک بستی آباد ہو گی' ڈانسر اپنے مخصوص انداز میں تقریبات کی رونق دوبالا کریں گے' بازار گناہ انہی عیاش و فحاش حکمرانوں و سیاست دانوں اور دولت کے پجاریوں کی کثرت کی وجہ سے اپنی وسعت کے باوجود تنگی داماں کا شکوہ کرے گا' شراب فروخت کرنے والوں کی آمدنی میں ڈھیروں اضافہ ہوگا۔ باغیرت یہ منظر دیکھ کر پسینے سے شرابور دکھائی دیگا کہ کہیں زمین ان کو نگلنے کے لئے اپنا سینہ چاک نہ کر لے یا آسمان سے بجلی نہ اچک لے اور بے غیرت کی تسکین قلبی کا وافر سامان موجود ہو گا کہ ایک نئے ہزارئے کی ابتداء ہو رہی ہے' ایک صدی کو الوداع اور دوسری کو خوش آمدید کہا جا رہا ہے۔

ان تمام استقبالی تیاریوں کے ساتھ کسی نے یہ نہیں سوچا' ارے مسلماں تیرا اس سے کیا تعلق اور ناطہ ہے نئی صدی کی آمد پر جشن منانے والے صلیبی تو تیرے لئے خونخوار بھیڑئے ہیں اور اتنی دیر تک تیرے وجود کو بھی تسلیم کرنے سے انکاری ہیں' جب تک کہ تو اپنے مذہب اسلام کو خیرباد کہہ کر انہی کا نہ ہو کر رہ جائے اور صلیب کا ہار گلے میں نہ لٹکا لے۔

اے صاحب علم و دانش و فہم و فراست! ماضی کے دریچوں میں جھانکتے ہوئے ان صلیبیوں کے کردار کا طائرانہ جائزہ تو لو کہ کونسی صدی ایسی گزری ہے جس کے استقبالی پروگراموں میں ان صلیبیوں نے مسلمانوں کو خاک و خون میں تڑپانے' ان کی معیشت کو سلب کرنے' ان کی قوت کو کمزور کرنے اور ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے پروگرام ترتیب نہ دیئے ہوں۔ یاد رکھیئے وہ قوم جن کے مذہبی اور علاقائی دشمنوں نے ان کو نگلنے کے لئے بھیانک جبڑے کھول رکھے ہوں' ان کی سونا اگلنے والی زمینوں پر اپنا پنجہ استبداد گاڑ لیا ہو' نظاروں کی سرزمین میں آگ کا الاؤ جلا دیا ہو' معصومین کے منہ سے لقمہ کھینچ کر ان کے وجود کو ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف کے پاس گروی رکھ دیا ہو' مزید ان کی معیشت کو تباہ کرنے کے لئے بجٹ مقرر کرتے ہوئے سوچ و بچار جاری ہو۔ ان کے نوجوانوں' بوڑھوں اور بچوں کو نیزوں کی انیوں پر سجا کر اپنا دل بہلایا ہو اور انکی نوجوان بیٹیوں کی عصمت دری کر کے تسکین قلب کا وافر سامان مہیا کیا ہو تو پھر مظلومین و مقتولین کے ورثاء خواہ کمزور ترین بھی کیوں نہ ہوں کبھی خوشی ظالموں اور قاتلوں کے جشن میں شریک نہیں ہوتے۔

گذشتہ صدی میں سپین میں مسلمان بے دخل' افریقہ و ملائشیاء میں مغلوب ہوئے' خلافت عثمانیہ کا خاتمہ ہوا' طرابلس میں ایک بار پھر مظالم کو دہرایا گیا اور وسیع و عریض اسلامی مقبوضات پر صلیبی پرچم لہرائے گئے۔ گیارہویں صدی میں ایک منظم سازش کے تحت صلیبی مسلمانوں پر چڑھ دوڑے بیت المقدس اور دوسرے کئی شہروں میں خون کی ندیاں بہادی گئی۔ **1258**ء میں بغداد فتح کرتے ہوئے شہر میں یوں تباہی و بربادی مچادی کہ ان مناظر کا مطالعہ کرنے والے کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ **16** لاکھ افراد کو قتل کیا گیا۔ **6** دن تک گلی کوچوں میں خون کی ندیاں جاری رہیں۔ دریائے دجلہ کا پانی سرخ ہو گیا اور چالیس روز تک شہر کو لوٹا جاتا رہا۔ **1625**ء میں سپین میں سرکاری طور پر اعلان کیا گیا کہ اب یہاں کوئی مسلمان نہیں بچا۔ **1857**ء کی جنگ آزادی میں **6** لاکھ سے زائد مسلمانوں کو خاک و خون میں تڑپایا اور **50** ہزار علماء کو صرف تین ایام میں پھانسی پر لٹکایا' **1947**ء تقسیم ہند کی آزادی کے لئے **20** لاکھ مسلمانوں نے جان کا نذرانہ پیش کیا۔ اسی صدی میں اسرائیل جیسی نظریاتی ریاست کو دنیا کے نقشے پر ابھارا گیا اور بیت المقدس پر قبضہ کر کے امت مسلمہ کی غیرت کو للکارا گیا۔ **1971**ء میں غیور جرنیلوں اور فوجیوں کی **90** ہزار تعداد ہتھیار پھینک رہی ہے۔ افغانستان میں **15** لاکھ اور کسووا میں ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں کو قتل کیا گیا' کشمیر اور چیچنیا میں ابھی تک آگ و خون کا کھیل جاری ہے۔ صلیبیوں کی شرانگیزیوں کی وجہ سے ہی اڑھائی سو سال تک جاپانیوں نے ان کو اپنے ملک میں داخل نہیں ہونے دیا۔

یہ تمام داستان ظلم رگوں سے پھوٹے ہوئے خون کے فوارے اور گلی کوچوں کو رنگین کرتی ہوئی خونی ندیاں صلیبی سازشوں اور ان کے مرتب کردہ پروگراموں ہی کا نتیجہ ہیں۔

افسوس کہ ہم پھر بھی غافل ہیں ان کی خوشیوں میں شریک ان کی تہذیب و ثقافت کو چھوڑتے ہوئے متفق و متحد ہو کر ایک پرچم تلے جمع ہونے کو تیار نہیں کہ صلاح الدین ایوبی اور محمود غزنوی کی روایات کو زندہ کیا جا سکے۔